بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مفتیان کرام مسئلہ ھذا کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

زید ماموں نے اپنے بھانجے عمر سے کسی بات پر ناراض ہو کر اسطرح سے کہا کہ "اگر میں نے تم سے بات کی تو میری بیوی مجھ پر بہن کی طرح ہو جائے"۔ زید کو منع کیا گیا کہ اسطرح مت کہو لیکن زید نے دوسری مرتبہ اسطرح سے کہا کہ "اگر میں نے تم سے بات کی تو میری بیوی مجھ پر طلاق"، اب ماموں اور بھانجے میں صلح کرنی ہے

(۱) (۱) اسکی کیا صورت ہوگی؟ (۲) اگر زید صلح کر لیگا تو کیا پہلے قول کی وجہ سے کفارہ ظہار لازم ہوگا اور کیا ان کا پہلا قول ظہار ہے اگر بات کر لیگا، اور دوسرے قول کی وجہ سے کیا طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائن طلاقیں؟ اس مسئلہ کا حل اور جملہ صورتوں کے حل سے مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

(۲): قرآن پاک میں دو اصطلاحات، قتال اور جہاد استعمال ہوئی ہیں، کیا حکمت ہے کہ لفظ قتال بذاتہ خود اپنے معنی میں مستقل ہے، اسکے باوجود لفظ جہاد کو بھی قتال کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۳): بعض حضرات تیمم کرتے وقت، اس طریقے سے کرتے ہیں کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ملا ہوتا ہے اور اگر جب وہ تیمم کا طریقہ سکھاتے ہیں تو یہ بھی ساتھ کہتے ہیں کہ ہاتھ آپس میں ملے رہیں، یعنی ایک ہاتھ کو دوسرے سے جوڑ کر کرتے ہیں۔ اسکی کیا حقیقت ہے۔ اور کیا جوڑے بغیر بھی تیمم ہو جائیگا۔

(۴): مطلوب تیمم کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور ایسے کیسے کیا۔ اگر [illegible] کہ ہاتھ اعضاء ممسوحہ کے ساتھ جوڑے رکھے

منتظر والسلام

عطاء الرحمن کرک ـ

(جواب منسلکہ صفحہ پر ملاحظہ کریں) ۳۰ اپریل ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾ .... زید اپنے بھانجے سے صلح کرسکتا ہے، صلح کرنے کی صورت میں زید کے پہلے جملہ کہ "اگر میں نے تم سے بات کی تو میری بیوی مجھ پر بہن کی طرح ہو جائے" میں چونکہ طلاق اور ظہار دونوں کا احتمال ہے، اس لئے اس میں زید کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر اس جملہ سے زید کی نیت طلاق دینے کی تھی تو زید کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائیگی۔

اور پھر زید کے دوسرے جملہ کہ "اگر میں نے تم سے بات کی تو میری بیوی مجھ پر طلاق" سے اصلاً تو طلاقِ رجعی واقع ہوتی ہے، لیکن چونکہ پہلے جملہ سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے رجوع ممنوع ہے، لہٰذا جب طلاقِ رجعی طلاقِ بائن کو ملحق ہوگی تو اس سے بھی طلاقِ بائن واقع ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ اگر زید کی نیت پہلے جملہ سے طلاق کی تھی تو مذکورہ دونوں جملوں سے دو طلاقِ بائن واقع ہونگی، جن میں شوہر رجوع نہیں کرسکتا، البتہ دوبارہ نکاح بلا حلالہ کرنا چاہے تو نئے مہر پر عورت کی رضامندی سے نکاح جدید کرسکتا ہے، البتہ نکاحِ ثانی کے بعد آئندہ شوہر کے پاس صرف ایک طلاق کا حق ہوگا، لہٰذا آئندہ طلاق کے معاملہ میں سخت احتیاط ضروری ہے۔

اور اگر زید کی پہلے جملہ سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ ظہار کی تھی تو اس صورت میں اُس کے پہلے جملہ سے ظہار واقع ہوگا اور اس صورت میں کفارۂ ظہار واجب ہوگا، جبکہ دوسرے جملہ سے ایک طلاقِ صریح واقع ہوگی اور عدت کے اندر اندر رجوع ہو سکے گا۔ اور آئندہ شوہر کو صرف دو طلاقوں کا حق ہوگا۔

لما فی الدر المختار: (۳/۴۷۰)

(وإن نویٰ بأنت علیّ مثل أمی) أو کأمی وکذا لو حذف علیّ خانیة، (برّاً أو ظهاراً أو طلاقاً صحت نیتهُ) ووقع مانواه لأنه کنایة (وإلا) ینو شیئاً أو حذف الکاف (لغا)

فی الدر ۳/۴٦٦:

(تشبیه المسلم) فلاظهار لذمی عندنا (زوجته) ولوکتابیة أو صغیرة أو مجنونة (أو) تشبیه مایعبر عنها من أعضائها أو تشبیه (جزء شائع منها بمحرم علیه تأبیداً) بوصف لایمکن زواله...... الخ

فی الشامیة: (۳/۳۰٦)

وإذا لحق الصریح البائن کان بائناً لأن البینونة السابقة تمنع الرجعة کما فی الخلاصة.

﴿۲﴾............قرآن وحدیث میں ایک معنی کیلئے کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، چنانچہ کفار کے ساتھ قتال کے لئے بھی قرآن و حدیث میں لغوی معنی کی مناسبت سے ایک سے زائد الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً: جہاد، قتال، غزوہ، وغیرہ، کیونکہ لفظِ جہاد یا مجاہدہ کسی مقصد کی تحصیل میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنے اور اس کے لئے مشقت برداشت کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے، کفار کے ساتھ قتال میں بھی مسلمان اپنے قول وفعل اور ہر طرح کی امکانی طاقت خرچ کرتے ہیں، اس لئے جہاد کو بھی قتال کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن ۶/۲۸۸)

﴿۳﴾............تیمم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر نیت کرے کہ میں ناپاکی دُور کرنے اور نماز پڑھنے کیلئے تیمم کرتا ہوں، پھر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی اندرونی جانب سے کشادہ کرکے مار کر ملتا ہوا آگے کو لائے اور پھر پیچھے کو لیجائے، پھر ان کو اُٹھا کر اس طرح جھاڑے کہ دونوں ہتھیلیوں کو نیچے کی جانب مائل کرکے دونوں انگوٹھوں کو آپس میں ٹکرادے کہ زائد مٹی گر جائے اور اس طرح نہ جھاڑے کہ دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں نہ ملے کہ اس طرح کرنے سے ضرب باطل ہوجائے گی اور اگر زیادہ مٹی لگ جائے تو پھونک کر اُڑادے، پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر اوپر سے نیچے کو اسطرح مسح کرے کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے کہ جہاں ہاتھ نہ پہنچے، ایک بال برابر بھی جگہ چھوٹ گئی تو تیمم جائز نہ ہوگا، اور داڑھی کا خلال بھی کرے۔

پھر پہلے کی طرح دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور جھاڑے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوائے انگشتِ شہادت اور انگوٹھے کہ، دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے سوا چاروں انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے، اسطرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی کچھ لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہوجائے، پھر باقی دونوں انگلیوں (یعنی انگشتِ شہادت اور انگوٹھا) اور ہاتھ کی باقی ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر کہنی کی طرف پہنچے (کلائی) تک کھینچا جائے اور انگوٹھے کے اوپر کی جانب بھی اس کے ساتھ ہی مسح کرے، اسی طرح دائیں ہاتھ کیساتھ بائیں ہاتھ کا مسح کرے،

پھر انگلیوں کا خلال کرے۔

ہاتھوں کے مسح کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیوں کے اوپر یعنی پشت کی جانب انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک مسح کرے، پھر صرف ہتھیلی سے یعنی بغیر انگلیوں کے کہنی سے کلائی تک دوسری یعنی اندر کی جانب مسح کرے، پھر بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ سے دائیں انگوٹھے کے ظاہری (پشت) کا حصہ کا مسح کرے،

پھر اسی طرح دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔

وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا مسنون طریقہ یہی ہے۔

ثم رأيت التصريح فی کلامهم بماذ کرته.

وفی المنية ص٥٥:

واستيعاب العضوين بالمسح واجب أی فرض عند الکرخیؒ فی ظاهر الرواية أی الرواية الظاهرة عن أصحابنا حتیٰ لوترک شيئاً قليلاً لم يمسّه يده من مواضع التيمم لايجزيه التيمم کما فی الوضوء.........................

وينبغی أی يجب أن يحتاط بأن يؤخذ بالرواية الأولیٰ فيستوعب استيعاباً تاماً فانها هی الصحيحة.....الخ........................ واللہ اعلم بالصواب

محمد زاہد سانگھڑوی
دارالإفتاء دارالعلوم کراچی
۱۴۲۸-۶-۳۰ھ